UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol.2 | Issue 1 |July-December 2018
DOI: 10.33195/uochjrs-v2iIII1022018

زمین کی تخلیق، ارتقاء اور واقعیت: قرآن مجید کی روشنی میں، قدیم اور جدید نظریات کا مطالعہ

A Critical Study of the Pre-Modern and Modern Theories Regarding the Creation, Evolution and Existence of Earth in the Light of Qur'ān

Dr. Riẓwān Ūlāh
Shaykh Zayed Islamic Centre, University of Peshāwar, Pakistan
Email: maimanrz@gmail.com

Prof. Dr. Dost Muhammad Khān
Ex-Director Shaykh Zayed Islāmic Centre, University of Peshāwar
Email: dostmuhammad57@yahoo.com
DOI: 10.33195/uochjrs-v2iIII1022018

Abstract:
The human intellect has been examined in terms of relationship and association between physical and metaphysical world from the very beginning. Perceptions, Ideas, beliefs and philosophies are exist about these natural inquiries in almost all faculties of knowledge. Earth is the most obvious reality in human life, an axiom in the field of religion and science that's why the comprehension of its origin and evolution is a prerequisite . It is not only the nucleus of social and legal domain of studies but it has a pivotal status in astronomy, religion and science too. This article will throw light upon all valuable thoughts and theories about the creation, evaluation and existence of the earth in pre-modern and modern literature and will correlate its essence of elaboration to the updated exegesis of the Quranic verses.

Keywords: *Land, Creation, Existence, Evolution, Qur'ān, Islām*

مادیت ایک ایسا نظام ہے جس میں مادے کو مطلق وجود خیال کیا جاتا ہے اور سوائے مادے کے کسی بھی چیز کے ہونے سے انکار کیا جاتا ہے۔ اس نظریہ کی جڑیں قدیم یونانی فلسفے میں ہیں۔ انیسویں صدی میں اس کی مقبولیت بڑھتی چلی گئی اور بالآخر کارل مارکس کی جدلیاتی مادیت کی شکل اختیار کر گئی۔ اس نظام فکر کا دعوی ہے کہ مادہ دائمی ہے ہمیشہ سے موجود ہے اور ہمیشہ موجود رہے گا۔ چونکہ یہ مادے کے پیدا کیے جانے پر یقین نہیں رکھتے، اس لیے یہ خالق کے وجود کو بھی تسلیم نہیں کرتے۔ تاہم آخر کار اس صدی کی دوسری دہائی میں مشاہدات نے ثابت کیا کہ کائنات ساکن نہیں اور اس کا ایک نقطہ آغاز ہے۔ اس دریافت نے خالق کائنات کی موجودگی کا سوال بھی اٹھایا۔[1]

یہ لامحدود کائنات جس میں ہم رہتے ہیں کسی طرح وجود میں آئی؟ یہ تمام توازن، ہم آہنگی اور نظم وضبط

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol.2 | Issue 1 |July-December 2018
DOI: 10.33195/uochjrs-v2iIII1022018

کس طرح سے پیدا ہوئے؟ یہ کیونکر ممکن ہوا کہ یہ زمین ہمارے رہنے کے لیے موزوں ترین اور محفوظ قیام گاہ ہے؟ اسی پس منظر میں ذیل کے مضمون میں قدیم اور جدید نظریات کے تناظر میں زمین کی تخلیق کے حوالے سے اسلامی نقطہ نظر کا جائزہ لیا جاتا ہے۔

الارض(زمین):

زمین کے لیے عربی زبان کی اصطلاح "الارض" استعمال ہوتی ہے' الارض دراصل وہ سیارہ ہے جس پر بنی نوع انسان آباد ہے"**الكوكب الذى نسكنه**"[2]یعنی وہ سیارہ جس پر ہم آباد ہیں۔ زمین کے کسی جزء اور ٹکڑے پر بھی الارض کا اطلاق ہو سکتا ہے، جیسے یوسف علیہ السلام کے بارے میں قرآن مجید میں مذکور ہے:"**قَالَ اجْعَلْنِي عَلَى خَزَائِنِ الْأَرْضِ**"۔[3] کہ مجھے علاقہ مصر کے خزائن اور معادن پر مامور فرمادے جو مذکورہ علاقہ پوری زمین کا ایک جزء اور ٹکڑا ہے۔

"الأرض" کے اصل مفہوم اور مادہ کی طرف عربی معاجم نے جو اشارہ کیا ہے اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ مذکورہ اسم "**أرضت أرضا**" سے ماخوذ ہے، جس کا معنی نوالہ کے آتے ہیں، لکڑی یا اس طرح شئ پر بھی مذکورہ مادہ کا اطلاق ہوتا ہے۔ زیادہ روئیدگی اور اگنے کی صلاحیت کے معانی بھی دیتا ہے۔ لفظ "الأرض" کے مادہ میں حسن وبد وفساد وقطع جیسے مفاہیم بھی موجود ہیں اور ساتھ تواضع، خیر اور نیکی کا معنی بھی پایا جاتا ہے، اس میں پالنے، درست کرنے وسلامت بنانے کا مفہوم بھی موجود ہے، اس میں پھیلنے اور تمکین کا معنی بھی موجود ہے، وسعت اور بساط کا معنی بھی دیتا ہے کثیر اور لمبے لمبے گھاس پر مذکورہ مادہ کا اطلاق ہو سکتا ہے اور اس طرح الارض کا حیات وزندگی اور جاندار پر بھی اطلاق ہو سکتا ہے۔[4]

ارتقاء:

ارتقاء کا لفظ اصل میں ترقی سے ہے اور ترقی مختلف اعراب کے ساتھ وارد ہوا ہے مثلاً:"**ترَقَي، ترقِّي، تَرَقِّي**"وغیرہ، لغت میں "ترقی" ایک حالت سے دوسری حالت میں منتقل ہونے کو کہتے ہیں اور اس طرح کسی کام اور امر میں برابر اس طرح منتقل ہونا کہ وہ انتہاء کو پہنچ جائے۔ اسی طرح سفر اور انتقال کو ترقی کہتے ہیں جو ابتداء سے شروع ہو کر کسی انتہاء تک پہنچ جائے۔ جیسا کہ معجم الوسیط میں مذکور ہے:"**الِانْتِقَال من حَال إِلَى حَال حتى بلغ إلى غاية الأمر**"۔[5] مذکورہ مادہ "**ارتفاع**" کے معنی میں بھی آتا ہے یعنی ارتقاء ایک درجہ سے دوسرے درجہ میں چلے جانے یا کسی ایک نقطہ سے دوسرے نقطہ کی طرف چڑھ جانے کو کہتے ہیں۔ اس طرح صعود اور بلندی کی طرف منتقل ہونے کا معنی بھی دیتا ہے۔ اور لفظ "**رقوة**" بھی مذکورہ مادہ سے ماخوذ ہے، جو درجہ کے مفہوم میں ہے اور

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol.2 | Issue 1 |July-December 2018
DOI: 10.33195/uochjrs-v2iIII1022018

مذکورہ مادہ حفاظت وپناہ کے معنی بھی دیتا ہے۔[6]

زمین کا ارتقاء قرآن مجید کی روشنی میں:

قرآن مجید میں بھی زمین کی ترقی نشوونما اور عروج وابتدائی مراحل سے موجودہ شکل وصورت میں آنے کا بیان موجود ہے جس کا آغاز بھی لفظ **رتق** سے ہوا ہے اس کے لئے اصطلاح ارتقاء استعمال ہوئی ہے۔[7]

"أَوَلَمْ يَرَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنَاهُمَا"۔[8]

اور کیا نہیں دیکھا ان منکروں نے کہ آسمان اور زمین منہ بند تھے پھر ہم نے ان کو کھول دیا۔[9]

علامہ فخر الدین الرازی (م۶۰۶ھ) مذکورہ آیت کی تفصیل اور وضاحت یوں فرماتے ہیں: **"الرتق"** لغت میں **"السد"** یعنی بند ہونے یا کرنے کو کہتے ہیں اور **" الفتق"** بمعنی **الفصل** کے ہے۔ دو چیزوں میں ملاپ کو **"رتق "** کہتے ہیں اور دو چیزوں کو جدا کرنے اور ان کے درمیان فاصلہ پیدا کرنے کے کا نام **"فتق"** ہے۔[10]

الزجاج (م۳۱۱ھ) [11] کے قول کے مطابق **الرتق** مصدر ہے تو پھر اس صورت میں آیت کا معنی مصدری یہ ہو گا **"كانتا ذواتی رتق"**[12] تو اس صورت میں آیت کا مطلب ہو گا کہ زمین اور آسمان دونوں آپس میں ملے ہوئے تھے۔ المفضل (م۳۰۸ھ) کا قول یہ ہے کہ **"كانتا رتقين"** نہیں فرمایا بلکہ رتقا مصدر سے اشارہ کیا جس کا مفہوم یہ ہے کہ زمین اور آسمان دونوں کا جدا جدا اور علیحدہ علیحدہ جسم و وجود ابتداء ہی سے تیار کیا گیا تھا اور پھر ان میں ملاپ ہوا تو آسمان زمین کے ساتھ اور زمین آسمان کے ساتھ چمٹ گئی۔[13]

زمین اور آسمان کے رتق اور فتق یعنی ان کے ملاپ اور جدائی کے بارے میں مفسرین کے کئی اقوال مذکور ہیں، ان میں سے ایک قول قتادۃ (م۱۱۸ھ)، سعید بن جبیر (م۹۵ھ) ، عکرمہ (م۱۰۵ھ) کی روایت ابن عباس رضی اللہ عنہم سے یہ ہے کہ **"كانتا رتقا"** کا معنی ہے کہ اس وقت دونوں زمین اور آسمان شیءواحد بن گئی تھی یعنی ایک چیز تھی اور پھر اللہ تعالی ان کے درمیان جدائی واقع کر دی۔ اور آسمان اس جگہ پر لے گیا جہاں آج کل ہے اور زمین اپنی جگہ پر رہ گئی۔ اس قول سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ زمین کی تخلیق آسمان سے قبل ہے کیونکہ ان کے درمیان فصل واقع ہونے کے وقت زمین اپنی جگہ رہ گئی اور آسمان کے اجزاء اٹھالیے گئے۔ کعب کا قول ہے کہ اللہ تعالی نے زمین اور آسمان کی تخلیق ملی ہوئی حالت میں کی پھر اس کے بعد ہوا کو پیدا کیا اور پھر زمین اور آسمان کے درمیان ہوا چلا کر دونوں جدا کر دیے۔[14]

ابو مسلم الاصفہانی (م۵۰۲ھ) نے الفتق سے ایجاد اور اظہار کا مفہوم لیا ہے۔ اس پر فاطر السموات والارض کی دلیل پیش کی ہے، مطلب یہ ہے کہ زمین اور آسمان کی ایجاد اور اظہار کے بارے میں لفظ فتق سے خبر دی اور ایجاد

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol.2 | Issue 1 |July-December 2018
DOI: 10.33195/uochjrs-v2iIII1022018

واظہار سے قبل کی حالت کے لیے لفظ رتق استعمال کیا تو اس اعتبار سے مذکورہ آیت کا مطلب ہو گا کہ زمین اور آسمان کا کوئی وجود اور اظہار نہ تھا بلکہ اللہ تعالی نے زمین اور آسمان کو پیدا کر کے مذکورہ ہیئت میں ظاہر کر دیا۔[15]

مذکورہ مقام پر علامہ فخر الدین رازی لکھتے ہیں:

"جہاں تک میرا خیال ہے "عدم" نفی محض ہوتا ہے۔ اس میں ذوات اور اعیان وغیرہ کی کوئی تمیز نہیں ہوتی بلکہ اس حالت میں سب کچھ ایک چیز اور ایک شئ ہوا کرتی ہے جو آپس میں متصل اور متشابہ ہوتے ہیں تو پھر مذکورہ حالت سے ایک بہترین طریقہ اور اسلوب سے لفظ الرتق سے "عدم" کو مجازاً مراد لیا اور الفتق سے "الوجود" مراد لیا گیا۔ رازی کے قول کے مطابق مذکورہ آیت کی تشریح اس طرح ہوتی ہے کہ زمین اور آسمان دونوں معدوم تھے اور پھر ہم نے ان دونوں کو موجود کر دیئے۔ ایک قول اس میں یہ بھی ہے کہ رات دن سے مقدم ہے جو تخلیق کے وقت زمین اور آسمان میں کوئی روشنی نہ تھی، دونوں تاریکی کی حالت میں تھے اور پھر ان دونوں کو دن کے اظہار کے ذریعہ جدا کر دیا"۔[16]

امام فخر الدین الرازی مزید لکھتے ہیں کہ مذکورہ تاویل میں یہ بات درست ہے کہ زمین اپنی جگہ اس طرح تھی اور آسمان اپنی جگہ قائم تھا، دونوں حالت رتق میں تھے، اگرچہ رتق کا معنی جدائی کا ہے تو پھر اس صورت میں رتق کا معنی اس طرح درست آسکتا ہے کہ آسمان کو اپنی جگہ 'سات آسمانوں میں تقسیم کیا اور زمین کی بھی سات حصوں میں تقسیم ہوئی' یا اس وقت دونوں میں کسی قسم کے مسام، سوراخ اور مفاصل نہ تھے پھر آسمان کو بارش کے ذریعہ مساموں اور سوراخوں والا بنادیا اور اس میں پانی کے نکالنے کے راستے ومخارج پیدا کئے اور زمین کو نباتات واشجار کے ذریعہ سے جدا کر دیا تاکہ اس سے روئیدگی وزرخیزگی پیدا ہو۔[17]

تاہم بعض علماء نے رتق سے مراد اول حرکت لی ہے۔ یعنی ابتداء میں دونوں ایک حرکت سے متحرک تھے اور اول اور دوسری حرکت کرنے کی جگہ ایک ہی حرکت میں متحرک تھے، جس مدار میں زمین حرکت کرتی تھی اسی جگہ میں آسمان بھی حرکت کرتا تھا جس سے فساد لازم آجاتا تھا اور عمارت وآبادی کا کام نہیں ہوسکتا تھا تو پھر مذکورہ حرکتوں کے درمیان انفصال پیدا کیا تاکہ زمین وآسمان اپنی جگہ ومدار میں حرکت کریں۔

زمین کے اجزاء ترکیبی:

ارشادِ باری ہے:

"إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَى عَلَى الْعَرْشِ يُدَبِّرُ الْأَمْرَ مَا مِنْ شَفِيعٍ إِلَّا مِنْ بَعْدِ إِذْنِهِ ذَلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol.2 | Issue 1 |July-December 2018
DOI: 10.33195/uochjrs-v2iIII1022018

أَفَلَا تَذَكَّرُونَ"۔ [18]

اے لوگو! تمہارا پروردگار تو وہی اللہ ہے جس نے آسمانوں کو اور زمین کو چھ آیام میں پیدا کیا یعنی چھ معین زمانوں میں پیدا کیا پھر اپنے تختِ حکومت پر متمکن ہو گیا، وہی تمام کاموں کا بندوبست کر رہا ہے یعنی کائنات ہستی کی پیدائش بھی اس نے کی اور فرمانروائی بھی صرف اسی کی ہوئی، اس کے حضور کوئی سفارش نہیں ہو سکتا مگر یہ کہ خود وہ اجازت دے اور اجازت کے بغیر کوئی اس کی جرات نہیں کر سکتا ہے، اللہ تمہارا پروردگار پس اسی کی بندگی کرو! کیا تم غور وفکر سے کام نہیں لیتے۔[19]

علامہ فخر الدین الرازی مذکورہ آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کرنے اور ایام کے ذکر کرنے کا فائدہ یہ ہے کہ عالم اور کائنات ناقابل تقسیم چھوٹے چھوٹے ذرات یعنی"**أجزاء لاتتجزی**"سے بنی ہے اور ناقابل تقسیم ذرہ کی تخلیق اور ایجاد دراصل یک بارگی ہی سے ممکن ہے، اب اگر ہم فرض کریں کہ مذکورہ ایجاد کس زمانے میں ہوئی تو پھر ہم جانتے ہیں کہ زمانہ دراصل آنات متاعقبہ Continuous Nows سے مؤلّف ہے اور اب مذکورہ ایجاد"**آن اول**"میں ہو گا یا آن اول میں حاصل نہ ہو گا۔ اب زمان کا پہلا آن جس میں ایجاد حاصل نہ ہوا، ایجاد کی مدت سے خارج ہوا۔ اگر آنِ اول میں ایک ایجاد ہوا اور دوسرے آن میں مذکورہ زمانے کے کسی اور چیز کا ایجاد ہوا، تو پھر اس وقت زمان کے دو آنوں میں ناقابل تقسیم ذرہ کے دو اجزاء بن گئے، جس کی وجہ سے ذرہ ناقابل تقسیم نہیں رہا بلکہ قابل تقسیم بن گیا، کیونکہ زمان کے آنات کی تقسیم کی وجہ سے ذرہ بھی تقسیم ہوا اور یہ بات مسلّم ہے کہ ذرہ ناقابل تقسیم تصور ہے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ناقابل تقسیم ذرہ کا ایجاد بغیر یک بارگی کے ممکن نہیں، یعنی کائنات ایک ناقابل تقسیم ذرہ سے یک بارگی اور دفعہ واحدہ کے ضمن میں بن گئی۔ تو پھر اللہ تعالیٰ مذکورہ کائنات کی تخلیق پر بغیر آیام کے بھی قادر ہیں۔[20]

"وَتَجْعَلُونَ لَهُ أَنْدَادًا ذَلِكَ رَبُّ الْعَالَمِينَ وَجَعَلَ فِيهَا رَوَاسِيَ مِنْ فَوْقِهَا وَبَارَكَ فِيهَا وَقَدَّرَ فِيهَا أَقْوَاتَهَا فِي أَرْبَعَةِ أَيَّامٍ سَوَاءً لِلسَّائِلِينَ.ثُمَّ اسْتَوَى إِلَى السَّمَاءِ وَهِيَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَلِلْأَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا أَوْ كَرْهًا قَالَتَا أَتَيْنَا طَائِعِينَ"۔ [21]

"اے نبی! ان سے کہو کیا تم اس خدا سے کفر کرتے ہو اور دوسروں کو اس کا ہمسر ٹھہراتے ہو، جس نے زمین کو دو دنوں میں بنا دیا؟ وہی تو سارے جہاں والوں کا رب ہے۔ اس نے زمین کو وجود میں لانے کے بعد اوپر سے اس پر پہاڑ جما دیے اور اس میں برکتیں رکھ دیں اور اس

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol.2 | Issue 1 |July-December 2018
DOI: 10.33195/uochjrs-v2iIII1022018

کے اندر سب مانگنے والوں کے لیے ہر ایک کی طلب وحاجت کے مطابق ٹھیک انداز سے خوراک کا سامان مہیا کر دیا یہ سب کام چار دن میں ہوگئے۔ پھر آسمان کی طرف متوجہ ہوا جو اس وقت محض دھواں تھا۔ اس نے آسمان اور زمین سے کہا وجود میں آجاؤ، خواہ تم چاہو یا نہ چاہو۔ دونوں نے کہا" ہم آگئے فرمانبر داروں کی طرح"[22]۔

مذکورہ آیت کا اصل موضوع بت پرستی پر تنقید ہے کہ اس طرح کمالات اور ایجادات کے خالق کو چھوڑ کر کسی لکڑی پتھر سے تراش شدہ مصنوعات کو الہ اور معبود قرار دینا بعید از عقل بات ہے۔ کیا ایسے رب کی بھی تکفیر کی جاسکتی ہے جس نے زمین کو دو دن میں پیدا کر دیا اور سموات تمام کے تمام دو دنوں کے اندر پیدا کر دیئے اور یہ بات کہ جب اللہ تعالی مذکورہ تخلیق پر قادر ہیں تو پھر انسان کے ساتھ ساتھ زمین کا دو دن میں پیدا کرنا اور آسمانوں کا دو دنوں میں پیدا کرنا ان امور اور حوادث میں سے ہیں جس کا عقل سے ادراک اور اثبات ممکن نہیں۔[23]

اس طرح تخلیق کا اثبات صرف اخبار اور انبیاء کرام کے وحی سے ممکن ہے اور ساتھ کفارِ مکہ بھی مذکورہ بات کا اعتقاد رکھتے تھے کہ وہ اہل کتاب کے علماء سے یہی سنتے چلے آرہے تھے۔ کہ اللہ تعالی مذکورہ اشیاء کی تخلیق پر قادر ہیں اور ان کو یہ علم بھی تھا کہ اللہ تعالی اس طرح عظیم تخلیق کو اتنی قلیل مدت میں بھی فرماسکتے ہیں۔ کفار مکہ اگر چہ ثبوت کا انکار کرتے تھے لیکن مذکورہ تخلیق کے بارے میں وہ ایک ضمیری اور علمی اذہان رکھتے تھے لہذا ان کے سامنے اسی علمی اذہان کی بنیاد پر اس طرح کی آیات وشواہد سے استدلال کرنا ایک معقول بات تھی۔ وہ اس کے علم سے منکر نہ تھے بلکہ اثبات کے منکر تھے لہذا ان آیات سے طلبِ مجہول لازم نہیں آتا۔ مذکورہ آیت میں صناعت، ابداع اور تخلیق کے تین عجیب وغریب اطوار وانواع اور مراحل کا بیان ہے۔

اور تیسرے ارتقائی مرحلہ کی طرف "وَقَدَّرَ فِيهَا أَقْوَاتَهَا" میں اشارہ موجود ہے۔ اس کی تشریح میں کئی اقوال مذکور ہیں، ایک یہ کہ اس سے زمین کے اہل اور جاندار اشیاء کی خوراک، ضروریات اور ہر وہ چیز جو ان کے لیے نفع بخش ہو، مراد ہے چونکہ یہ تمام اشیاء ابتداء ہی سے ان کے لیے پیدا کیے گئے ہیں تو اس قول کے مطابق تخلیق کے تیسرے مرحلہ میں جاندار اشیاء اور زندگی کے لوازمات، خوراک اور وہ اشیاء پیدا کئے جن پر زندگی کی بقاء موقوف ہے۔[24]

محمد بن کعب[25] (م۱۰۸ھ) کا یہ قول ہے کہ: "قَدَّرَ أَقْوَاتَ الْأَبْدَانِ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ الْأَبْدَانَ"[26] کہ ابدان اجسام کی تخلیق سے قبل اس کا مادہ، قُوت، خوراک وغیرہ پیدا کر دیا تھا۔ یعنی زندگی اور مادہ حیات ابتداء ہی سے پیدا فرمائے ہیں۔

اسی طرح رازی نے مجاہد کا قول یوں نقل کیا ہے: "وَقَدَّرَ فِيهَا أَقْوَاتَهَا مِنَ الْمَطَرِ"[27] یعنی زمین کی

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol.2 | Issue 1 |July-December 2018
DOI: 10.33195/uochjrs-v2iIII1022018

قوت اور مادہ کو بارش سے مقرر کر دیا،اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حیات کی اصل پانی ہے اور اس اعتبار سے یہاں زمین کی اصل مادہ کی تیاری مراد ہے اس پر رہنے والوں کی خوراک مراد نہیں کہ زمین کے ہر حصہ کے لیے بارش سے ایک حصہ مقرر کر دیا ہے۔

خلق الارض اور مذکورہ تین اصناف اور مراحل کا عمل کل چار دنوں کے اندر ہوئی،دو دن کے اندر زمین کی تخلیق ہوئی اور دو دن کے اندر مذکورہ تین مراحل کی تخلیق ہوئی۔"**سواء للسائلین**" کا مطلب یہ ہے کہ مذکورہ چار دن مقدار میں برابر ہیں اور اس کے بعد اگر کوئی اس کی مقدار کے بارے میں سوال کرے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ مقدار میں برابر ہیں اور دوسری بات یہ بھی ہوسکتی ہے کہ زمین کے برکات اور خوراک تمام مخلوقات کے لئے برابر نفع بخش ہیں اور ہر ذی روح وجاندار اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے، جس میں بنی نوع انسان کے علاوہ باقی جاندار اور حیوانات بھی شامل ہیں یعنی زمین کے فوائد وبرکات سے فائدہ اٹھانے والے اور اس کوشش میں لگے رہنے والے اور ان کے خزانے طلب کرنے والے جو بھی ہو سب کے لیے یکساں طور پر مفید ہیں۔[28]

زمین اور آسمان کی تشکیل اور ہئیت:

ارشاد باری ہے:

"أَأَنْتُمْ أَشَدُّ خَلْقًا أَمِ السَّمَاءُ بَنَاهَا، رَفَعَ سَمْكَهَا فَسَوَّاهَا، وَأَغْطَشَ لَيْلَهَا وَأَخْرَجَ ضُحَاهَا، وَالْأَرْضَ بَعْدَ ذَلِكَ دَحَاهَا۔[29]

کیا تمہارا بنانا مشکل ہے یا آسمان کا اس نے اس کو بنالیا اونچا کیا اس کا ابھار پھر اس کو برابر کیا اور اندھیری کی رات اس کی اور کھول نکال اس کی دھوپ اور زمین کو اس کے پیچھے صاف بچھا دیا)۔[30]

امام فخر الدین الرازی آسمانوں اور زمین کی بناوٹ اور تشکیل کے بارے میں لکھتے ہیں:

"شئ میں ایک عمق ہوتی ہے جب کسی چیز کو اوپر کی طرف سے نیچے کی طرف کھینچا جائے تو اس امتداد کو عمق کہتے ہیں اور جب کسی چیز کو نیچے کی طرف سے پکڑ کر اوپر کی طرف کھینچا جائے تو پھر اس طرح امتداد کو سمک کہتے ہیں، اس کا مطلب یہ ہے کہ آسمان کو سمک کی صورت میں ہئیت دی گئی یعنی نیچے کی طرف سے اوپر کی طرف کھینچا گیا ہے اور سمک سے آسمان کی انتہائی بلندی کی طرف اشارہ بھی موجود ہے اور ایک قول کے مطابق زمین اور آسمان کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت اور فاصلہ موجود ہے اور آسمانوں کی بناوٹ وعمارت برابر اور موزوں بنادیا اور اس کو ہر طرف سے مساوی کر دیا۔"[31]

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol.2 | Issue 1 |July-December 2018
DOI: 10.33195/uochjrs-v2iIII1022018

امام رازی اس سے یہ ثابت کرتے ہیں کہ آسمان کرّوی اور گول شکل کا ہے۔"**فسوھا**"کا مطلب ہے کہ آسمان کو کرہ کی شکل میں بنادیا ہے اور اگر اس کو کرّہ کی شکل قرار نہ دیا جائے تو پھر آسمان کے بعض جوانب سطحی ہوں گے اور بعض زادیائی ہوں گے اور بعض خطی واقع ہوں گے تو پھر اس وجہ سے ان کے بعض اجزاء ہمیں قریب ہوں گے اور بعض اجزاء ہم سے دور ہوں گے جو صرف کرّوی شکل میں ممکن ہے۔

مذکورہ آیت کے تحت امام فخر الدین رازی مزید لکھتے ہیں:

> ”اللہ تعالی نے پہلے زمین کو پیدا کیا اور پھر آسمانوں کو پیدا کیا اور پھر زمین کو پھیلا دیا اور یہ ابتداء میں کرہ کی شکل میں تھی اور پھر اس کے بعد پھیلا دیا اور اس کو وسعت دی اب اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ زمین موجودہ حالت میں یعنی کروی شکل میں ہے اور اس طرح عظیم جسم کا سطح مستوی ہونا چاہیئے! تو پھر اس کا جواب یہ ہے کہ"**دحاھا**"سے صرف بسط اور امتداد مراد نہیں بلکہ اس کو نباتات واقوات اور روئیدگی کے لیے اس کا سطح پن ضروری تھا اور ساتھ ساتھ زمین کا اس طرح استعداد اور صلاحیت آسمان کے وجود کے بغیر ممکن نہیں تھا۔ زمین ام (ماں) کی طرح ہے اور آسمان اب (باپ) کی مانند ہے“۔[32]

عبد اللہ بن عمر کی روایت میں ہے:”**خَلَقَ اللهُ الْبَيْتَ قَبْلَ الْأَرْضِ بِأَلْفَيْ سنة،وَمِنْهُ دُحِيَتِ الْأَرْضُ**“۔[33] یعنی اللہ تعالی نے زمین سے دوہزار سال قبل بیت اللہ کی تخلیق کی۔[34]

مذکورہ آیت کے تحت علامہ آلالوسی لکھتے ہیں:

> "**رفع سمكنها**"یعنی زمین آسمان کی بلندی اور رفعت کو اونچا کر دیا۔**فسوھا** کی تفسیر میں لکھتے ہیں: کہ آسمانوں کو"**بسيطة الأجزاء**"یعنی ایک جیسے اجزاء کی طرح بنادیا۔ اس میں کسی قسم کا زاویہ وغیرہ نہیں تھا اور نہ اس میں کوئی خط و سطح وغیرہ موجود ہے بلکہ کرّوی شکل میں ہے۔[35]

زمین کی کرّویت کے بارے میں امام رازی کا استدلال

امام رازی کے مطابق زمین بسیط ہے اور زمین اس وقت بسیط ہو سکتا ہے کہ جب زمین کو ایک کرہ کی شکل میں مان لیا جائے، زمین ایک کرہ ہے ۔ایک بڑے کرّے پر اس کے چھوٹے چھوٹے قطعے وٹکڑے واقع ہیں او رمذکورہ عظیم کرہ کے مذکورہ چھوٹے چھوٹے قطعات کی طرف نظر کیا جائے تو پھر یہ ایک سطح مستوی کی طرح نظر آتا ہے۔دوسری بات یہ ہے کہ زمین چونکہ الجواہر المفردہ اور دخان سے بنی ہوئی ہے۔اور یہ ذرات غیر ترکیبی صورت میں ہیں۔اور ذرات اور اجزاء ہمیشہ غیر مرکب ہوا کرتے ہیں اور امر بسیط کے لیے ضروری ہے کہ وہ صورت

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol.2 | Issue 1 |July-December 2018
DOI: 10.33195/uochjrs-v2iIII1022018

و شکل کو بھی بسیط رکھے اور یہ صرف اور صرف کرہ کی شکل میں ممکن ہے۔[36]

زمین کا ارتقائی تناظر اور قدیم یونانی نظریات

تمام قدیم یونانی روایات سے پتہ چلتا ہے کہ اس مکتب فکر میں بھی زمین کی ارتقاء اور تخلیق کے بارے میں خیال و تصور موجود تھا۔ ان کے مطابق زمین آسمانوں سے پہلے وجود میں آئی اور بعد میں زمین کے باقی تمام اجسام تو بغیر کسی نر کے وجود میں آ گئے۔ یوں بن باپ (Parthenogenesis) یعنی بغیر کسی نر کے زمین نے آسمانوں کو جنم دیا، اس طرح کہاوت اور افسانہ سے زمین کی عظیم قوت معلوم ہوتی ہے اور اس طرح ابتدائی زمین (Primoral) تمام انواع و اقسام کی اصل اور بنیاد ہے جس میں تمام جانوروں، پودوں اور جانداروں کے بے شمار انواع و اقسام معرض وجود میں لائے گئے۔[37]

زینوں فلسفے میں مذکور ہے کہ تخلیق میں اہم کردار زمین ہی کا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ زمین اور آسمان میں شادی ہوئی جس کو وہ ہیر وجیمی (Hierogemy) کا نام دیتے ہیں یہ افسانہ پورے یورپ، امریکہ اور ایشیاء میں مشہور ہے۔

زمین کی ارتقاء اور سائنس:

زمین کی تاریخ سے مراد زمین کا ارتقائی سفر ہے جس میں سیارہ زمین ترقی کرتے ہوئے موجودہ شکل وصورت اختیار کر گئی۔ تمام طبعی علوم اس کوشش اور تحقیق میں ہیں کہ زمین کے بارے میں ابتدائی واقعہ اور حالت کو بغور مطالعہ کریں۔ زمین نظام شمسی کا حصہ ہے اور نظام شمسی کی تخلیق دراصل شمسی سحابیہ (Solar Nebula) سے معرض وجود میں آئی، یہ بہت تیز حرکت کرنے والا بادل ہے جس میں گرد و غبار ملے ہوئے تھے یہ گیسوں کا مجموعہ تھا، اس مجموعہ کا نام نیبولا ہے قرآن مجید میں اس کے لیے دخان کی اصطلاح استعمال ہوئی ہے۔[38]

نیبولا عام طور پر ہائیڈروجن جیسے گیسوں پر مشتمل تھا اور ۱۳.۸ بلین سال پہلے اس کی تخلیق ہوئی جو غالباً Big Bang کا زمانہ تھا۔ اس وقت بڑے اور وزن دار عناصر کا اخراج ہونے لگا۔ نیبولا زور دار لہروں (Shock Waked) کے تصادم سے حرکت میں آیا، اس طرح مذکورہ بادل نما شکل متحرک رہنی لگی۔[39]

نیبولا عناصر کے قوت کشش اور ان کے درمیان تصادم والی حرکات اور عناصر کے رگڑوں کی وجہ سے نیبولا ایک ابتدائی زمینی طشتری کی شکل اختیار کرنے لگی۔ (ProtoplanetrayDisk) اس کے مرکز اور قطب سے عمودی سمت میں متحرک تھے، مذکورہ زمینی طشتری میں عناصر کے باہمی تصادمی حرکت اور باقی ملبوں سے "ابتدائی زمین" معرض وجود میں آئی جو نیبولا کے مرکز پر محو حرکت تھی۔ مزید تصادم اور حرارت کے دباؤ کی وجہ

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol.2 | Issue 1 |July-December 2018
DOI: 10.33195/uochjrs-v2iIII1022018

سے ہائیڈروجن اور ہیلیم کا مرکزی انفجار شروع ہونے لگا تو اس سے ستارے بننے شروع ہوگئے۔ یہ اجزاء وستارے سورج کی تخلیق کے لئے آپس میں ضم ہونے لگے، نیبولا کا جو بیرونی حصہ تھا اس سے " مادہ " کی تخلیق ہوئی۔ پھر ابتدائی زمین کی طشتری میں مزید پھیلاؤ اور جدائی کا عمل جاری رہا، جو ایک گول دائرہ کی شکل اختیار کرنے لگی۔

اس کے بعد عناصر کے اخراج کا عمل شروع ہونے لگا جو مذکورہ گرد وغبار اور بادل کے اجزاء ترکیبی تھے، پھر مذکورہ اجزاء آپس میں ملنے لگے اور باقی سیارے کی تخلیق کا باعث بنتے رہے۔ ابتدائی زمین عمل اخراج کے ذریعہ مزید ترقی کرتی رہی اور اس سے سائیڈروفائیل دھات(Siderophile Metal) پگھل کر مرکز سے باہر آنے لگا، جس کی وجہ سے زمین کے تہہ اور زمین کا مقناطیسی میدان معرض وجود میں آیا اور یوں زمین انگارے کی راہ پر ترقی کرتی رہی۔ یہ بیرونی حصہ زمین کے اندرونی حصہ کی ٹھنڈک کا باعث ہے، اس وجہ سے زمین کا بیرونی تہہ برف تھا، تو اس سے اندرونی حصہ ٹھنڈا ہونے لگا جو ہر ایک بلین سال کی مدت میں ۱۰۰ ڈگری سینٹی گریڈ تک ٹھنڈا ہوتی رہی یوں ہم ٹھنڈک کی شدت اور حرارت کی شدت کے درمیان آباد مخلوق ہیں۔ سحابیے اور نیبولا سے ابتدائی وجود کے لئے سائنسدان "پروٹوپلونیٹری ڈسک(Proplanetary Disk)" کی اصطلاح استعمال کرتے ہیں اور اس حالت کے لئے شہاب الدین السید محمود الوسی نے "یقوتہ حمراء" کا لفظ استعمال کیا ہے۔[40]

شروع میں نیبولا کا مرکز سے گوشیائی وزاویائی(Angular momentum) قوت رفتار اور حرکت نہ ہونے کے برابر تھی۔ مسلسل گرنے اور ڈھیر ہونے سے حرارت کا انفجار بنتا رہا، یہاں تک کہ اس سے ہائیڈروجن اور ہیلیم کا مرکزی اتحاد اور ملاپ بن گیا، مزید یہ کہ مذکورہ ارتباط سے "ٹی سٹار" آکر آگ بھڑک اٹھا اور سورج کی صورت میں مستنبط ہوا۔ اس دوران نیبولا کا بیرونی حصہ قوت کشش کی وجہ سے مادہ بننے کا باعث بنا اور مزید گاڑھاپن اور گرد وغبار کے اجزاء مرتب ہونے لگے اور ابتدائی زمین کی طشتری ایک گول دائرہ کی شکل میں ہونے لگی اور فراری عمل کے نتیجے میں مذکورہ گرد وغبار کے اجزاء جمع ہونے لگے اور گردش کرنے والے اجرام فلکی کو بناتے رہے اس طریقے سے زمین تقریباً ۴.۵۴ بلین سال پہلے بنتی رہی۔

آرچین دور میں زمین کے ٹھنڈا ہونے کا عمل شروع ہوا، آرچین ماحول عام زندگی کے لئے موزوں نہ تھا کیونکہ اس دور میں آکسیجن اور اوزون تہہ کی ناپید گی تھی، لیکن پھر بھی یہ خیال کیا جاتا ہے کہ زندگی کی ابتدائی صورت کا آغاز آرچین دور سے ہوتا ہے لیکن اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ غیر جاندار کیمیائی اجزاء جاندار اجزاء میں تبدیل ہونے کا سفر کیسے اور کس طرح ہوا؟ سائنس دانوں کے پاس اس سوال کے جواب میں صرف یہ الفاظ ہیں:

> "The first step in the emergence of life may has been chemical reaction that produces many of the simple organic compounds"[41]

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol.2 | Issue 1 |July-December 2018
DOI: 10.33195/uochjrs-v2iIII1022018

زندگی کا آغاز اور پھیلاؤ شاید کیمیائی تعامل سے ہوا جس کے نتیجے میں سادہ اور بسیط قسم کے موالید اور نامیاتی مرکبات بن گئیں اور ساتھ ساتھ نیوکلو اساس اور نیوکلیوایسڈ (Nulceobasas and Amino Acids) جو تینوں زندگیوں کے تعمیراتی ستون اور بلاک ہیں اور جسے زندگی کے وجود کے قالب کے طور پر مانے جاتے ہیں۔ تجربات سے پتہ چلا ہے کہ پانی کے ماحول میں خامرے moleculesپیدا ہوئے جو متھین، امونیا اور ہائیڈروجن کے تھے اور روشنی کی مدد سے مذکورہ عناصر مرکبات میں تبدیلی ہوگئے اگرچہ سائنس دان کا یہ دعوی بھی ہے کہ موالیدی خامرے ابتدائی زمین کے طشتری سے قبل ہی پیدا کیے گئے تھے۔ یعنی زمین کی تخلیق سے قبل نامیاتی اجزاء موجود تھے۔

زمین کے ارتقاء کے بارے میں قرآن اور سائنس کا تقابل

اس بارے میں قرآن کی وضاحت یہ ہے کہ یہ سب آسمان اور زمین باہم ملے ہوئے تھے پھر ہم نے انہیں جدا کیا اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ زمین اور آسمان ابتدائی شکل میں ملے ہوئے تھے اور دونوں ایک دوسرے کے اندر گھسے تھے۔ پھر ان کو جدا کردیا تو الگ الگ شکلیں بن گئیں۔

سائنس کی وضاحت یہ ہے کہ زمین کی ابتدائی صورت اور شکل کے بارے میں غور کرنا ایک اہم موضوع ہے اور یہ بات معلوم ہے کہ زمین نظام شمسی کا حصہ ہے نظام شمسی دراصل شمس سے معرض وجود میں آئے اور یہ دراصل تیز حرکت کرنے والا بادل تھا، جس میں گرد وغبار ملے ہوئے تھے، گیسوں کا مجموعہ تھا یعنی زمین اور آسمان کی ابتدائی حالت یہ تھی کہ دونوں گیسوں کے مجموعہ کی صورت میں یکجا تھے۔

زمین کے اجزاء ترکیبی

رازی کے نزدیک زمین اور باقی کائنات چھوٹے چھوٹے ذرات سے مل کر بنے ہیں جن کے لئے **اجزاء لاتتجزی** کی اصطلاح استعمال کی ہے اور علامہ الوسی نے لکھاہے کہ کائنات دراصل جواہر المفردۃ سے بنی ہے اور یہ جواہر المفردہ یا **أجزاء التي لا تتجزى** اس وقت بے نور اور بے روشنی کی حالت میں تھے یہی وجہ ہیں کہ اس وقت یہ سب کچھ ایک کالے وکثیف اور دخان یعنی دھواں کی شکل میں نظر آتے تھے۔ سائنس کے نزدیک کائنات نیبولا سے بنی ہے جو بے شمار عناصر ذرات اور مالیکیولوں کا مجموعہ تھا، جن میں ہائیڈروجن، ہیلیم جیسے گیس بھی شامل تھے اور گرد وغبار وبادل کی شکل میں ان اجزاء کے ملاپ سے کائنات بنی ہے۔[42]

سرخ یاقوت اور پلیٹو پلونیٹری ڈسک

اس سلسلے میں علامہ آلوسی نے لکھاہے کہ جب عرش پانی پر تھا اس وقت وہاں ایک سرخ قسم کا یاقوت

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol.2 | Issue 1 |July-December 2018
DOI: 10.33195/uochjrs-v2iIII1022018

موجود تھا۔ جس کی طرف اللہ تعالی نے نظر جلال سے التفات کیا جو پگھلنے لگا اور اس سے دھواں اور اجزاء کا اخراج ہونے لگا۔ یہ گول اور سرخ رنگ میں تھا۔[43]

سائنس کا بیان یہ ہے کہ جب نیبولا کے اجزاء دباؤ اور تصادم کے نتیجے میں قریب ہونے لگے اور ایک گول طشتری کی صورت میں اکھٹے ہونے لگے تو مذکورہ دونوں نام ایک ہی شئ اور حالت کی طرف مشیر ہیں اور مذکورہ ڈسک بھی رنگ میں سرخ اور شکل میں گول تھا۔[44]

زمین گول ہے

امام رازی لکھتے ہیں کہ زمین بسیط اور غیر مرکب جسم ہے اور یہ اس وقت درست ہو سکتا ہے جب زمین کو کرّہ اور گول شکل میں مان لیا جائے کیونکہ شیءبسیط کے لئے تشخص اور شکل بھی بسیط ہونی چاہئے جو کرہ کی صورت میں ممکن ہے اور قرآن مجید کی آیت "الارض مددنھا" سے استدلال کرتے ہیں۔ سائنس کا بیان ہے کہ نیبولا جو بیرونی حصہ تھا اس سے مادہ کی تخلیق ہوئی پھر ابتدائی زمین کی طشتری میں مزید پھیلاؤ اور جدائی کا عمل جاری رہا، جو ایک گول اور دائرہ کی شکل اختیار کرنے لگی۔[45]

ایام اور ہاڈین و آرچین

قرآن نے کائنات کی تخلیق کے لئے وقت اور زمانہ کا لفظ ایام سے متعین کیا ہے۔ ان سے مذکورہ ایام اور دن مراد نہیں بلکہ مذکورہ ایام سے صرف مدت مراد ہے۔ قاضی کے قول کے مطابق ایام کا ذکر مذکورہ انسانوں کی مدت اور زمانہ کی وضاحت کے لئے نہیں بلکہ اس سے خالق و صانع کے ہاں مدت مراد ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ قول کے مطابق ایک دن ہزار دنوں کے برابر ہے تو اب انسانی ایام یعنی چھ دنوں سے ہمارے زمانے کے کل چھ ہزار دن کے برابر ہیں۔[46] امام رازی لکھتے ہیں کہ ستتہ ایام سے ستتہ اطوار کی طرف اشارہ موجود ہے۔ یعنی زمانے اور مدت کے چھ باری اندازے، چھ حدود اور مدت کے چھ تحولات مراد ہے[47]۔[48]

سائنس اس کے لئے دو طرح کے اندازے استعمال کرتی ہے ایک ہاڈین جو 6۔4 بلین سال قبل سے شروع ہوتا ہے اور دوسرا آرچین دور جو ۲،۵ بلین سال قبل شروع ہوتا ہے، مذکورہ تخمینے اور رازی کے ستتہ اطوار میں بظاہر زیادہ بُعد معلوم نہیں ہوتا۔ ہارڈین و آرچین اور رازی کے چھ اطوار قریب قریب ہیں اگرچہ چھ اطوار میں ہاڈین اور آرچین سے زیادہ وسعت موجود ہے۔[49]

الھواء اور شمسی ہوا (Solar Wind)

رازی نے آیت، "کانتا رتقا" کی تفسیر میں کعب کا قول نقل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اللہ تعالی نے زمین اور آسمان کی تخلیق ملی ہوئی حالت میں کی پھر اس کے بعد ہوا کو پیدا کیا جو مذکورہ مجتمع شکل یعنی زمین اور آسمان کے درمیان ہوا کو چلا کر جدا کر دیئے یعنی زمین اور آسمان ہوائی دباؤ کے ذریعہ جدا ہو گئے ہیں۔ جدید سائنس کا بیان

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol.2 | Issue 1 |July-December 2018
DOI: 10.33195/uochjrs-v2iIII1022018

ہے کہ نیبولا کا بیرونی حصہ قوت کشش کی وجہ سے مادہ بننے کا باعث بنا اور مزید گاڑھا پن اور گرد و غبار کے اجزاء جمع ہونے لگے اور زمین ایک طشتری کی شکل اختیار کرنے لگی۔ مذکورہ طشتری سے شمسی ہوا کے ذریعہ فاضل اجزاء اور مزید تخلیق کے لئے اجزاء کو جدا کرنے کے واسطے شمسی ہوا کے ذریعہ صاف کر دیا اور عمل فراری کے ذریعہ باقی اجرام فلکی وجود میں آنے لگے۔[50]

نتائج بحث: Conclusion

اس مطالعہ سے یہ بات واضح ہوگئی کہ انسان زندگی کے اس حیرت انگیز "کرّہ" کی ایسی مخلوق ہے، جیسی دوسری ان گنت اور نامعلوم مخلوقات جو اُس یکساں گردش کے ساتھ ظہور میں آتی ہیں اور آج تک اس کی آغوش میں پھیلی ہوئی ہیں۔ وہ خود بھی اس کائنات ہستی کا ایک چھوٹا سا جزو ہے، جس کی نسبت ہم نہیں جانتے کہ کتنا ہے اور کہاں تک ہے۔ لیکن ہم نے جان لیا ہے کہ وہ اپنی ساری باتوں میں کامل طور پر یکساں ہے اگرچہ اس میں زندگی اور حرکت کے بے شمار مظاہر ہیں، لیکن ان سب کے لئے ان کے خالق کی مرضی کی طرح "قانون حیات" بھی ایک ہی ہے۔ اس لئے اس میں نہ کوئی نئی بات ہے، نہ اس کی کوئی ایک چیز دوسری چیز سے الگ اور مختلف ہے۔ جو کچھ ایک مرتبہ ہوا ہے، وہی سب کو پیش آتا ہے۔ وہ یکساں ہے، ہمہ گیر ہے، باہم مشابہ ہے اور اٹل ہے۔ کائنات عالم وجود اور عالمِ ہستی میں حسی طور پر قرار پاتی ہے۔ کائنات میں دیگر لاتعداد موجودات میں سے انسان بھی اس کا ایک جزء اور ذرہ ہے۔ کائنات اپنی ذات اور فطرت میں محرک تصور ہے اور اپنی کارخانہِ ہست کے لئے قوانین فطرت مرتب کرتی ہے جس کے اندر تمام موجودات بشمول انسان یکساں طور پر مربوط بھی، مُنقاد بھی اور مغلوب و مسخور بھی۔ اشتراکی نظام نے اس کائنات اور وجود ہستی کی تشریح کے لئے "جدلی مادیت" کی راہ اپنالی۔ جس کے تحت سماجی زندگی کی تشریح بھی کرلی اور ساتھ ساتھ قدرت کے مظاہر کے سمجھنے میں بھی استعمال کیا جانے لگا کہ قدرت ایک مادی چیز ہے۔ اس سے قبل اسلام نے بھی کائنات، انسان اور خدا کے درمیان تعلق اور ان کی حقیقت کو بھی واضح انداز میں بیان کیا ہے۔ جس کے تناظر میں کائنات بشمول ہر ذرہ مادی بھی، مخلوق بھی، فانی بھی اور ساتھ ساتھ خالق و صانع کی خبر بھی دیتی ہے۔ جس میں انسان کے بود و باش اور رہنے سہنے کے اصول بھی بتلائے۔ جس کی رو سے انسان کا مادی دنیا سے تعلق کو "ضرورت" تک محدود کر دیا اور مالکِ حقیقی کی بجائے اس روئے زمین کے لئے نائب بنا کر صرف "ملکِ تصرّف" کا اختیار دیا گیا۔ تاکہ وہ اس اختیار سے استفادہ کر کے کائنات کے غوامض اور رموز سے پردہ اٹھا کر تسخیر کائنات کا عملی اور علمی کاوش کو انسانی اور حیاتیاتی بنیادوں پر جاری و ساری رکھ سکے۔ قوانین فطرت کے سامنے انسانی لائحہ کو آسان بنادے اور زمینی حقائق اور افکار و خیالات کی دنیا میں مفید اور کارآمد توافق پیدا

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol.2 | Issue 1 |July-December 2018
DOI: 10.33195/uochjrs-v2iIII1022018

کر سکے۔ فکر خواہ مذہبی ہو، یا فلسفی ہو، یا سائنسی ہو، اس کے لئے سنگِ راہ نہ بنے بلکہ عالم گیر خیر خواہی کے لئے عالم گیر ہم آہنگی پیدا کرنے کی کوشش کر کے افکار و تصورات میں وحدت کو یقینی بنانے کے لئے علمی و عملی تحقیق کو انسان اور حیات کی ضرورت سے وابستہ کر دیا جائے۔ اس پس منظر میں، تخلیقِ کائنات، تخلیقِ زمین اور زندگی کے آغاز اور ابتداء کے بارے میں قدیم و جدید نظریات اور قرآن مجید کی معلومات تقریباً سب کے سب ہم آہنگ اور یکساں نظر آتی ہیں۔ ان سے ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ اللہ تعالی صانع، خالق اور مختار کل ذات ہیں اور ہر قسم شرک سے منزہ ہے اور عالم و کائنات میں موجودہ عجیب و غریب اور حیران کن ترتیب و تخلیق اس کی وحدانیت پر واضح دلیل ہے۔

حواشی و حوالہ جات

---

1. ندوی، مسعود عالم، مولانا، اشتراکیت اور اسلام، ادارہ معارف اسلامی۔ منصورہ لاہور، اشاعت سوم 1993م، ص45
2. ابراہیم مصطفیٰ، اِحمد الزیات /حامد عبدالقادر /محمد النجار، المعجم الوسیط، انتشارات ناصر خسرو طہران، ایران، مادہ، ارض۔
3. القرآن الکریم، یوسف:۵۵
4. ابراہیم مصطفیٰ، اِحمد الزیات /حامد عبد القادر، محمد النجار، المعجم الوسیط، انتشارات ناصر خسرو طہران، ایران، ط، ۲، ج ا، ص۳۳۱۔ مادہ "رق ی"
5. حوالہ مذکور مادہ "رق ی"
6. حوالہ مذکور
7. حوالہ مذکور
8. القرآن الکریم، الانبیاء ۳۰۔
9. عثمانی، شبیر احمد، مولانا، تفسیر عثمانی، دار لمعارف کراچی، اص۴۳۲
10. الرازی، أبو عبد اللہ محمد بن عمر بن الحسن بن الحسین التیمي, مفاتیح الغیب المسمی بتفسیر الکبیر، دار إحیاء التراث العربي– بیروت، ط، ۲، ۱۴۲۰ھ، ج۴، ص۳۲
11. پورا نام ابراہیم بن السری بن سہل اور کنیت ابو اسحاق الزجاج ہے مشہور نحو اور لغت کے امام تھے۔ بغداد میں پیدا ہوئے اور وہی پر ۳۱۱ھ بمطابق ۸۵۵ء کو وفات پائی۔ علمی سرمایہ میں سے مشہور اعراب القرآن، معانی القرآن وغیرہ مشہور ہیں۔ (طبقات النحاۃ، ص۳۲؛ الزرکلی، خیر الدین، الاعلام، دار العلم للملایین، ۱۹۸۸، ج۲، ص۳۲)
12. زجاج کا یہ قول امام فخر الدین الرازی نے نقل کیا ہے دیکھئے الرازی مفاتیح الغیب، ج4، ص۳۲
13. مفضل کا یہ قول امام فخر الدین الرازی نے نقل کیا ہے دیکھئے الرازی مفاتیح الغیب، ج4، ص۳۳
14. یہ قول فخر الدین الرازی نے اپنی تفسیر مفاتیح الغیب میں نقل کیا ہے۔ ج۴، ص۳۳
15. الاصفہانی، أبو القاسم الحسین بن محمد، المعروف بالراغب الأصفہانی، مفردات القرآن، تحقیق: صفوان عدنان الداودي دار القلم، الدار الشامیۃ– دمشق بیروت، ص۶۲۳

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol.2 | Issue 1 |July-December 2018
DOI: 10.33195/uochjrs-v2iIII1022018

16. الرازی، تفسیر الکبیر، ج۱، ص۱۱۵

17. الرازی، تفسیر الکبیر، ج۱، ص۱۱۵

18. القرآن الکریم، یونس: ۳

19. آزاد، ابوالکلام، مولانا، ترجمان القران، ج۲، ص۱۸۶، شیخ غلام علی اینڈ سنسز پرائیویٹ لمیٹیڈ، پبلشرز، سرکلر روڈ۔ چوک انارکلی لاہور

20. الرازی، تفسیر الکبیر، ج۵، ص۱۸۷

21. القرآن الکریم، فصلت (حم سجدہ) آیت،9 : ۱۲۔

22. مودودی، سید ابوالاعلی، مولانا، تفہیم القرآن، مرکزی مکتبہ اسلامی دہلی، ط،۵، ۱۹۹۵ء، ج۴، ص ۴۴۲، ۴۴۳۔

23. الرازی، تفسیر الکبیر، ج۲۷، ص ۵۴۴۔

24. الرازی، مفاتیح الغیب، ج27، ص545۔

25. محمد بن کعب القرظی المدنی، الکوفی، ہے علماء تابعین میں آپ کا شمار ہوتا ہے اور نبوت کے دور میں پیدا ہوئے تھے۔ قرظی کے مشہور مفسر قرآن تھے۔ ۱۰۸ھ آپ کا انتقال ہوا۔ (خلاصہ تہذیب الکمال ج۱، ص۱۳)

26. القرظی کا یہ قول امام الرازی نے اپنی تفسیر میں نقل کیا ہے: الرازی: تفسیر الکبیر، ج۲۷، ص۵۴۵۔

27. الرازی: مفاتیح الغیب، ج۲۷، ص۵۴۵۔

28. حوالہ مذکور

29. القرآن ۷۹، ۲۷

30. ترجمہ مولانا محموالحسن، تفسیر مولانا شبیر احمد عثمانی، تفسیر عثمانی، پاک کمپنی لاہور ۱۷ اردو بازار لاہور۔

31. الرازی، تفسیر الکبیر، ج۳۱، ص۴۶۔

32. الرازی، تفسیر الکبیر ج۳۱، ۴۶۔

33. ابن جریر الطبری، تفسیر الطبری، ج۶، ص۲۰؛ تفسیر الکبیر، ج۳۱، ص۴۶

34. فخر الدین الدین الرازی، التفسیر الکبیر، ج۲۲، ص۴۸

35. روح المعانی ج۳, ص سورۃ فصلت ص ۱۰۴۔

36. الرازی، تفسیر الکبیر، ۱۹، ص۱۳۰۔

37. Encyclopedia of Religion, Second Edition "Lindsay jone "Editor in chif Vol 4 p 255.

38. Charles Frankel 1996 “ Volconoes of the Solar System” Cambrigdge University Press pp 7.8

39. حوالہ مذکور

40. شہاب الدین السید محمد الالوسی البغدادی، روح المعانی، ج۲۳, ص ۱۰۴۔ سورۃ فصلت۔

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol.2 | Issue 1 |July-December 2018
DOI: 10.33195/uochjrs-v2iIII1022018

[41]. Moskowitz, Clara (29 March 2017 “Life Building Blocks may have formed in Dust” Around young sun

[42]. الرازی، تفسیر الکبیر، ج۳۱، ص۴۶۔ شہاب الدین السید محمد الالوسی البغدادی، روح المعانی، ج۲۳، ص۱۰۴۔ سورۃ فصلت

Charles Frankel 1996 “ Volconoes of the Solar System”

[43]. الآلوسی، تفسیر روح المعانی، ج۳

[44]. Charles Frankel 1996 “Volconoes of the Solar System” Cambrigdge University Press PP 7.8

[45]. الرازی، تفسیر الکبیر ج۲۷، ص۵۹

[46]. الرازی، تفسیر الکبیر ج۲۷، ص۵۹

[48]. الرازی، تفسیر الکبیر ج۲۷، ص۵۹۔

[49]. The Eons of choos and Hides solid Earth Junary 26, 2010

[50]. Charles Frankel 1996 “Volconoes of the Solar System” Cambrigdge University Press PP 7.8

@ 2017 by the author, Licensee University of Chitral, Journal of Religious Studies. This article is an open access article distributed under the terms and conditions of the Creative Commons Attribution (CC BY) (http://creativecommons.org/licenses/by/4.0/).